

## استحسان\*

احمد حسن

قرآن و سنت فتنہ اسلامی کے دو بنیادی مأخذ ہیں۔ اجتہاد اور استبطاط احکام کی غرض سے انہی پر مبنی مزید دو اصول وضع کئے گئے جو اجماع و قیاس کہلاتے ہیں۔ اصول فتنہ کی اصطلاح میں ان چاروں اصول کو ادله اربعہ کہا جاتا ہے۔ قیاس کے ذیل میں علماء اصول بعض اضافی مأخذوں کو بھی ذکر کرتے ہیں جو درحقیقت قیاس ہی کا ایک حصہ ہیں۔ ان میں استحسان، استصلاح، صالح مرسلہ، استصحاب، استدلال، اسلام سے پہلے کی شریعتیں اور قول صحابہ مشہور ہیں۔ انسانی معاشرہ تغیر پذیر ہے۔ مرور زمانہ کے ساتھ حالات بدلتے رہتے ہیں، اور نئی نئی ضروریات پیش آتی رہتی ہیں۔ بعض حالات میں منصوص قانون کا اطلاق بجائے فائدہ کے نقصان کا باعث ہوتا ہے۔ اس لئے ان منصوص حالات میں بعض صالح کے پیش نظر اس مقروہ قانون سے انحراف ناگزیر ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ نصوص ہی پر مبنی کوئی دوسرا حکم لا یا جاتا ہے۔ یا پھر اجماع، عرف عام اور قیاس کی مدد سے، ضرورت و مصلحت کی رعایت رکھتے ہوئے، کوئی قانون بنانا پڑتا ہے۔ یہ اضافی اصول اسی قسم کے حالات میں قانون سازی کے لئے وضع کئے گئے۔ اصول استحسان ان سب میں ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ جدید مغربی قانون میں equity (نصفت) سے ہم اس کا مقابلہ کرسکتے ہیں۔ ملک قانون میں جہاں کہیں عمومیت کی وجہ سے نقص ہو، یا سختی میں اعتدال پیدا کرنا ہو وہاں اصول نصفت (equity) سے

\* پہلی دوسری صدی ہجری میں استحسان کے تصور اور کے استعمال اور ان کے ارتقاء پر ہم اپنے مقالہ "صدر اسلام میں اجتہاد" میں تفصیل ہے لکھنکو کر چکے ہیں (لکھنکو و نظر دسمبر ۱۹۶۶ء)

ہی کام لیا جاتا ہے۔

علماء اصول نے استحسان کے احوال میں، قرآن مجید کی پندرجه ذیل آیات

پیش کی ہیں :

- ۱ - فَبِئْرَ عَبَادِي الَّذِينَ يَسْتَعِنُونَ بِالْقَوْلِ فَيَتَبعُونَ أَحْسَنَهُ (۳۹ : ۱۸)
- ترجمہ : میرے ان بندوں کو خوبخبری دے دیجئے جو بات سننے ہیں۔ پھر اس میں سے بہتر کی اتباع کرتے ہیں۔
- ۲ - يَرِيقَ اللَّهُ بَكُمُ الْيُسْرُ وَلَا يُرِيدُ بَكُمُ الْعُسْرَ (۱۸۰ : ۲)

ترجمہ : اللہ تمہارے ساتھ آسانی جانتا ہے، اور تمہیں مشکل میں ڈالنا نہیں چاہتا۔

- ۳ - مَا جَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حِرْجٍ (۴۸ : ۴۲)
- ترجمہ : اللہ نے دین میں تمہارے اوپر کوئی تنگی نہیں کی ہے۔

اس سلسلہ میں فقهاء نے بعض احادیث سے بھی استدلال کیا ہے، استحسان کے اثبات میں عام طور پر پندرجه ذیل حدیث پیش کی جاتی ہے۔

سَارَاهُ الْمُسْلِمُونَ حَسَنَا فَهُوَ عَنْ سَلَمَانَ جِسْ كَوْ اَجْهَا سَجَهِيْنِ وَهُوَ كَيْ  
اللَّهُ حَسَنٌ وَسَارَاهُ الْمُسْلِمُونَ تَزَدِيْكَ بَهِيْ اَجْهَا هُوَ، اور جِسْ كَوْ بِرَا  
سَجَهِيْنِ وَهُوَ كَيْ تَزَدِيْكَ بَهِيْ بِرَا هُوَ۔

امام محمد نے خطاط میں این حدیث کو مرفوع نقل کیا ہے۔ لیکن اصول فقہ کی علم کتابوں میں اس کو عبداللہ بن مسعود کا قول بتایا گیا ہے۔

اُن <sup>کی</sup> علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع معدوم کی مسائعت فرمائی ہے لیکن ضرورت کے پیش نظر بیع سلم کی اجازت لائی ہے۔ اسی طرح درختوں پر لگے ہونے بھل اور خشک سلسلہ کے تباہہ کو آپ نے منع فرمایا

ہے - لیکن عربی کی اجازت دی ہے جس میں بعض ضروریات اور مصالح پیش نظر تھیں -

ضرورت و مصلحت کی بنا پر احکام میں تبدیلی ایک مستقل موضوع ہے - علماء اصول نے اس کے لئے متعدد اصول وضع کئے ہیں - استحسان کا استعمال چونکہ کبھی مصلحت کی بنا پر بھی ہوتا ہے اس لئے ہم یہاں پر مختصر طور پر ضرورت و مصلحت کے بارے میں فہمہ کے اقوال نقل کرتے ہیں :

امام شاطبی نے مصلحت کی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ میں کی ہے :

ما يرجع الى قيام حياة الانسان مصالح وہ ہیں جو انسانی زندگی کے قیام اور اس کے کمال سے متعلق ہوں -  
و نعام عیشه و نیله ما تقدیمه او صافه الشهوانية و العقلية على الاطلاق اور جن کے ذریعہ وہ اپنے شہوانی اور عقلی اوصاف کے تقاضوں کو مکمل طور پر پورا کرے

لیکن مصالح و مقاصد میں شارع کی نظر کا اعتبار ہے نہ کہ مکلف کا -  
چنانچہ یہ بات کلیات کے سلسلہ میں بار بار دھرائی کئی ہے - ہم یہاں شاطبی کا قول نقل کرتے ہیں -

ان الشريعة مبنية على اعتبار شریعت کا مدار مصالح کے اعتبار پر ہے،  
المصالح و ان المصالح انما اعتبرت اور مصالح کا اعتبار شارع کے قرار دینے  
من حيث وضعها الشارع كذلك لا کی حیثیت سے ہوگا، مکلف کی سمجھو بوجہ  
من حيث ادراک المکلف (۲) کے موافق نہ ہوگا۔  
علماء اصول نے مصالح کو تین قسموں میں تقسیم کیا ہے ضروریہ،

(۱) الشاطبی - المواقف تونس - ۱۳۰۲ھ ج ۲ ص ۱۳

(۲) ايضاً ج ۲ - ص ۹۰

حاجیہ اور تحسینیہ مصالح غروریہ میں، ذہن، نفس، عقل، نسل اور مال کی حفاظت شامل ہے۔ ان کو کلیات خمسہ کہا جاتا ہے اور انہیں انسانی زندگی کا قیام اور بقا موقوف ہے۔ ایک صالح سماں کے وجود کے لئے بھی یہ ناگزیر ہے۔ دنیا کے ہر مذہبی قانون نے ان کی رعایت رکھی ہے۔ مصالح حاجیہ ہر زندگی کا قیام تو موقوف نہیں نیکن ایک خوشگوار زندگی کے لئے وہ ضروری ہیں۔ یہ مصالح تعلق زندگی سے متعلق ہیں۔ مصالح تحسینیہ انسانی اخلاق، فضائل، عالی حوصلگی وغیرہ سے متعلق ہیں (۳)۔ اصول استحسان کا استعمال زیادہ اسی نسبت کے مصالح میں ہوتا ہے۔ مصالح کے سلسلہ میں علماء اصول کے یہاں تقدیم تاخر کے بھی درج ہیں۔ اور اس میں فقهاء کے دریں اختلافات بھی ہیں۔

اس تمہید کے بعد ہم اصل اصول کی طرف آتے ہیں۔ لغت میں استحسان کسی چیز کے اچھا سمجھنے کو کہتے ہیں۔ عربی محاورہ میں استحسن الرأی، یا استحسن القول یا استحسن الطعام (یعنی اس نے رائے کو، یا بات کو، یا بکھانے کر اجھا سمجھا) وغیرہ کہا جاتا ہے۔ فقهاء کے یہاں استحسان دو قسم کا ہے۔ شریعت نے بعض حیزین ائمما کے اختیار، اجتہاد اور اس کے حالات پر چھوڑی ہیں۔ مثلاً قرآن علیم میں دودھ پلانے والی عورت کو معاوضہ اور بکپڑا دینے کا حکم ہے۔ لیکن اس کی مقدار نقر نہیں اس کو ہر شخص کی حیثیت پر چھوڑا گیا ہے۔ اسی طرح جس عورت کا سہر طریقہ نہ پایا ہو۔ اور اس کو ہاتھ لگانے سے پہلے اطلاق دئے دی ہو تو ایسی سلطنت کو جوڑا یا۔ کچھ خرج رواج کے مطابق دینے کا حکم ہے۔ لیکن یہاں بھی اس کی تعین نہیں کی گئی۔ یہ ہر شخص کے حالات پر منحصر ہے۔ اس قسم کے اجتہاد اور غالباً رائے سے کام لینے کو بھی استحسان ہے تعبیر کیا گیا ہے۔ دوسری قسم وہ ہے جو قیاس ظاہر کے

(۳) الفزال۔ المستصفى۔ قاهرہ ۱۹۴۵ء ج ۱۔ ص ۱۲۹ - ۱۳۰۔

خلاف هو (۳) اس ہو ذیل میں تفصیل سے بحث آئی گی۔ اصول فقه میں اس کی تعریف میں فقهاء کے دریان اختلاف پایا جاتا ہے ذیل میں ہم چند مشہور تعریفیں نقل کرتے ہیں:

کرخی (متوفی ۵۳۰ھ) ب

الاستحسان هو ان يعدل الانسان: الاستحسان سے مراد یہ ہے کہ آنسان کسی عن اُن يحكم في المسألة بمثل ما مسئلہ میں اس فیصلہ سے ہٹ کر اس کے حکم بہ فی نظائرها الی خلافہ، خلاف فیصلہ ذیے جو اس کے مشابہ مسائل لوجہ ہو اقوی سن الاول یتنضی میں پہنچ دیا گیا ہو۔ اس کا یہ فیصلہ العدول عن الاول (۴)

کسی ایسے سبب کی بنا ہو جو سابق فیصلہ سے قوی تر ہو اور اس سے انحراف کا مقاضی ہو۔

ابن بکر جصاص (متوفی ۵۳۷ھ) ب

الاستحسان هو ترك القياس الى ظاهر قيام کو چھوڑ کر اس سے بہتر نا ہو اولی منته (۵)۔ (دلیل) اختيار کرنے کا نام استحسان ہے۔

سرخسی (متوفی ۵۸۹ھ) :

و النوع الآخر (من الاستحسان) استحسان کی دوسری قسم وہ دلیل ہے جو قیاس ظاهر کے معارض ہو، جس کی طرف اس میں غور و فکر سے پہلے فوراً خیال جاتا ہو۔ اس (پیش آمدہ) واقعہ اور اس کے بنیادی نظائر میں غور و فکر فی حکم الحادثہ و اشباعہا من الاصول

هو الدليل الذي يكون معارضا للقياس

الظاهر الذي تسقى اليه الاوهام قبل

انعام التأمل فيه، وبعد انعام التأمل

في حكم الحادثہ و اشباعہا من الاصول

(۳) اصول السرخسی۔ قاهرہ ۱۳۴۲ھ ج ۲ ص ۲۰۰

(۴) ابو الحسن البصیری۔ کتاب المعتمد۔ دمشق ۱۹۶۲ھ ج ۱ ص ۸۸۰۔ امام کرخی کی یہ تعریف اصول فقه کی مختلف کتابوں میں مذکور ہے ہم نے نسبت قدامت کے سبب کتاب المعتمد یہ لیا ہے۔

(۵) اصول الجصاص خطوطہ عکسی دارالکتب المعاشرہ اصول ج ۲ ص ۲۳۹۔ روزی ۱۹۴۹ء ب ج ۱ ص ۱۰۸

یظہر ان الدلیل - الذی عارضه کے بعد یہ بات واضح ہو جائے کہ جو فوہہ فی القوۃ قانِ العمل ہے ہو دلیل اس کے معارض سے وہ قوت میں اس الواجب، فسموا ذلك استحسانا للتميز سے زیادہ ہے۔ کیونکہ اس (دلیل) پر عمل میں هذا النوع من الدلیل و بین ضروری ہے۔ اس کو استحسان اس لئے الظاهر الذی تسبیق الیہ الاوهام کہتے ہیں کہ دلیل کی اس قسم اور قبل الناصل علیٰ یعنی آنہ یہاں ظاهر قیاس جس کی طرف غور و فکر سے بالحکم عن ذلك الظاهر لکوہ بھلے فوراً خیال جاتا ہے انتیاز ہوسکے۔ اس طور پر کہ حکم اس ظاهر قیاس سے هتا ہوا ہوگا۔ اور اسی کو دلیل کی قوت کے سبب مستحسن سمجھا جائے گا۔

نسفی (متوفی ١٠٥٤ھ):

الاستحسان هو العدول عن قیاس استحسان قیاس (ظاهر) کو چھوڑ کر اس سے الى قیاس اقوى منه او هو دلیل قویٰ تر قیاس پر عمل کا نام ہے۔ یا استحسان ایسی دلیل کا نام ہے جو قیاس جل کے معارض ہو۔

مالك فقهاء میں سے ابو یکر بن البری اور امام شاطبی کی استحسان کی تعریف مندرجہ ذیل ہے:

ابن البری (متوفی ١٠٦٣ھ):

الاستحسان هو ایثار ترك مقتضی کسی مسئلہ میں ظاهر دلیل جس حکم والدلیل على طریق الاستثناء والترخیص کی مقتضی ہو اس کے استثناء کے طور پر لمعارضة ما یعارض به فی بعض چھوٹے کو ترجیح دینے اور اس کے

(۱) اصول المرضی، قاهرہ ۱۹۰۲ھ ج ۲ ص ۲۰۰

(۲) ابن المکہ، شرح السنہار لسلطانیہ، ج ۲ ص ۳۷۸

بعض تقاضوں ہو بعض موقع کے حسب مقتضیاتہ (۹)

رخصت پر عمل کرنے کا نام استحسان ہے۔

شاطی (متوفی ۱۷۹۰ھ) :

الاستحسان عندنا و عند الحنفية استحسان همارة (مالکيون) اور حنفيون هو العمل باقوى الدليلين فالعلوم کے تزدیک دو دلیلوں میں سے قوی تر دلیل پر عمل کا نام ہے۔ کسی مسئلہ میں اذ استمر والقياس اذا اطرب فان مالکا و ابا حنيفة بريان تحصيص العلوم جب عموم جاری رہے، اور قیاس بھی اپنے بای دلیل کان من ظاهر او معنی (۱۰) عموم پر قائم رہے تو اس صورت میں مالک اور ابو حنیفہ عموم کی تحصیص، وہ کسی بھی ظاہری یا معنوی دلیل سے ہو، جائز سمجھتے ہیں۔

بعض خبیقہاء نے استحسان کی تعریف اس طرح کی ہے:

طوفی (متوفی ۱۶۷۵ھ) :

اجود تعريف للاستحسان انه استحسان کی سب سے اچھی تعریف یہ ہے العدول بحكم المسألة عن نظائرها کہ کسی مسئلہ میں کسی خاص شرعی دلیل شرعی خاص و هو مذهب دلیل کی بنا پر اس کے مشابہ مسائل کے حکم سے العراف کیا جائے۔ یہی امام احمد کا مذهب ہے۔

آینہ قدامة (متوفی ۱۴۲۰ھ) :

اس نے استحسان کے تین معنی بتائے ہیں:

احدها : العدول بحكم المسألة اول : كتاب و سنت سے ماخوذ کسی خاص

(۹) الشاطی۔ المواقف۔ تونس ۱۳۰۲ھ۔ ج ۲۔ ص ۱۰۳

(۱۰) ايضاً ص ۱۰۳

(۱۱) عبدالوهاب خلاف۔ مصادر التشريع الاسلامی۔ کویت ۱۹۹۰ھ۔ ص ۱۰۰۔ و مختصر مسلم

عن نظائرها دلائل شخص من کفائد دليل کی بنا پر کسی خاص مسئلہ میں  
لوٹنے کے مشابہ مسائل کے حکم سے انحراف  
کرنا

ثانیاً : مستحبته المحتهد بعقله دوم : محتهد اپنی عقل ہے جس حکم کو  
اجھا سمجھے ۔

ثالثاً : دلیل یقینح فی نفس سوم : ایسی دلیل جو محتهد کے ذہن میں  
المحتهد لا یقدز علی التعبیر عنه (۱۲) تو کھنکتی ہو لیکن وہ اس کی تعبیر، پر  
 قادر نہ ہو۔

معزلہ میں ابوالحسین مصری (متوفی ۵۳۶ھ) نے استحسان کی تعریف  
مندرجہ ذیل الفاظ میں کی ہے ۔

الاستحسان ہو ترك وجه من استحسان سے مراد یہ ہے کہ وجہ  
وجہ الاجتہاد، غیر شامل شمول اجتہاد میں سے کسی ایک وجہ کو کسی  
اللفاظ بوجہ ہو اقوی منہ، و هو في قوى ترسیب کی بنا پر ترك کریں، اور  
حکم الطاری على الاول (۱۳) اس میں الفاظ کا عموم شامل نہ ہو،  
ابنے سابق نظائر کے مقابلہ میں یہ کسی نئے  
پیش آمدہ مسئلہ کے حکم کے بارے میں  
ہوگا۔

مختلف مکاتب فقہ کے ائمہ کی یہ چند تعریفات ہم نے اوپر ذکر کی ہیں،  
اور ان سب تعریفات کو نظر انداز کرتے ہیں جو امام شوکانی نے ارشاد الفحول  
میں دی ہیں، یا جو دوسری کتابوں میں درج ہیں ۔

مندرجہ بالا تعریفات سے دو اہم نتائج نکالی جاسکتے ہیں :

(۱۲) ابن قدامہ النظمی۔ روضۃ الناظر قاهرہ ص ۱۳۸۸ ص ۸۰-۸۶

(۱۳) کتاب المتمدد ج ۴ ص ۹۰

اول یہ کہ علماء اصول کے درمیان استحسان کی تعریف میں اختلاف کے باوجود اس کے مفہوم پر اتفاق ہے۔ وہ یہ کہ استحسان کسی مستعلہ میں ایک مقررہ حکم سے ہٹ کر (عدول) دوسرا حکم اختیار کرنے کو کہتے ہیں، یا ایک معین حکم پر دوسرے حکم کو ترجیح (ایجاد) کا نام استحسان ہے یا ایک حکم کو نظر الداز (طرح) کرنے یا کسی کلی حکم سے جزوی طور پر استثناء کو یا عام حکم میں تخصیص کرنے کو استحسان کہا جاتا ہے۔ لیز اس بات پر بھی ان کا اتفاق ہے کہ اس انgrav، عدول، ترجیح، استثناء، یا تخصیص کے لیے کسی دلیل شرعی کی ضرورت ہے۔ یہ دلیل نص بھی ہو سکتی ہے، دلیل عقلی بھی ممکن ہے، عرف اور مصلحت بھی سند بن سکتے ہیں، اسی دلیل شرعی کو اصطلاح میں وجہ استحسان یا سند استحسان کہا جاتا ہے۔

دوم یہ کہ انgrav کبھی ایسے حکم سے ہوتا ہے جو نص کے عمومی اور متبادل مفہوم سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور کبھی ایسے حکم سے جس کو قیاس ظاہر بتلاتا ہے۔ اور بعض اوقات ایسے حکم کو چھوڑ جاتا ہے جو کسی شرعی کلیہ پر مبنی ہوتا ہے۔

سندوجہ بالا تعریفات کی روشنی میں استحسان کی ایک جامع اور آسان تعریف ان لفظوں میں سی جا سکتی ہے:

کسی مستعلہ میں دلیل شرعی کی رو سے جو حکم مقرر ہے کسی قوی سبب کی بنا پر اس کو چھوڑ کر کوئی دوسرا حکم اختیار کرنا جو خود بھی کسی دلیل شرعی پر مبنی ہو استحسان کہلاتا ہے۔

استحسان تین اعباز سے ہو سکتا ہے۔ (۱) مقررہ حکم سے انgrav۔

(۲) امن حکم سے لحاظ سے جتنی کو اختیار کیا گیل ہو۔ (۳) وہ سند اجس کی بناء پر مقررہ حکم سے انgrav ہو۔ پہلی اور دوسری قسم کی مدد بجهہ ذیل تین شکلیں ہو سکتی ہیں۔ اول یہ کہ ظاہر قیاس کو چھوڑ کر قیاسی ختنی کو اختیار کرنا۔ دوم یہ کہ کسی نص کے عام اور متبادل مفہوم کو چھوڑ کر

بکوئی دوسرا حکم اختیار کرنا۔ سوم یہ کہ کسی کلی حکم سے استثناء کرنا  
پہلی شکل کی چند مثالیں یہ ہیں :

احتفاف کے نزدیک زرعی اراضی کے وقف کرنے کی صورت میں آپاشی،  
زمین میں تصرف، اور آمد و رفت کے حقوق عام قواعد (قیاس ظاہر) کی رو سے  
تبعاً داخل نہیں ہوں گے، جب تک ان کا وقف کرنے وقت بالصراحة ذکر نہ  
کیا جائے، لیکن استحسان کی رو سے یہ مراعات بھی حاصل رہیں گی، چاہے  
واقف یہ ان کا ذکر کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ مسئلہ زیر بحث میں قیاس ظاہر کی  
صورت میں مقیس علیہ بیع کو سمجھا گیا ہے۔ جس طرح فروخت کے بعد باعث کی  
ملکیت فروخت شدہ شے سے زائل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح وقف یہ بھی واقف کی  
ملکیت زائل ہو جاتی ہے۔

زرعی زمین کی فروخت کی صورت میں آپاشی، زمین میں تصرف، اور  
آمد و رفت کے حقوق بھی ختم ہو جاتے ہیں۔ الا یہ کہ ان کا خصوصیت کے  
ساتھ ذکر کیا جائے۔ لیکن اس مسئلہ میں استحسان کی صورت میں قیاس خفی  
ہر عمل کیا گیا ہے۔ قیاس جمی کی صورت میں مقیس علیہ یا اصل اجارہ ہے  
نہ کہ بیع۔ کیونکہ دونوں سے مشترک مقصود انتفاع ہے نہ کہ ملکیت عین۔  
چنانچہ زرعی زمین کو اجارہ پر دینے کی صورت میں آپاشی، تصرف اور آمد و رفت  
کے حقوق یا قی رہیں گے، چاہے ان کا ذکر نہ کیا جائے۔ یہ صورت وقف میں  
بھی ہوگی۔ اس مسئلہ میں قیاس ظاہر کو چھوڑ کر قیاس خفی کو اختیار کیا  
گیا ہے۔ اسی کا نام استحسان ہے۔ زمین یہے انتفاع بغیر حقوق دئے نہیں ہو سکتا۔

ایکدیہ اور مثال بیھیں۔ جیفیہ کم نزدیک تیز پنجھ والے پرندوں، شلاں  
شکرے، کسم، بکوئے اور اچیل کا جوٹھا قیاس ظاہر کی رو سے نجس نہیں۔ لیکن  
استحسان کی رو سے یہ ہاک ہے۔ نجیل ہونے کے منورت ہیں ان پرندوں کے  
جوٹھے کی عام درندوں مثلاً بھیرنے، جیتنے، شیوں اور تیندوں کے جوٹھے پر

قياس کیا گیا ہے یہ قیاس ظاہر لوز عام قواعد کے مطابق ہے۔ لیکن پاک ہونے کی صورت میں ان بولندوں کے جو نہیں کو انسان کے جو نہیں ہو قیاس کیا گیا۔ انسان کا گوشت نہیں کھایا جاتا، لیکن اس کا جو نہیں پاک ہے۔ استحسان کی وجہ بیان یہ بیان کی جاتی ہے کہ یہ بولندے اپنی چونچ سے پانی پیتے ہیں جو ہڈی کی ہے اس کا اثر پانی میں نہیں آتا۔ اس کے برعکس درندے اپنی زبان سے پانی پیتے ہیں جس سے ان کا لعاب نکل کر پانی میں شامل ہو جاتا ہے، جو ان کے گوشت سے پیدا شدہ ہے۔ اس لئے ان کا جو نہیں تعجب ہے (۱۶)

ضرورت کی بنا پر استحسان کی متعدد مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ قحط کے زمانے میں حضرت عمر نے چور کا ہاتھ کاثنے کی مسائمت کر دی تھی۔ یہ ایک عام حکم سے تخصیص نہیں جو ضرورت کی بنا پر کی گئی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع سلم اور عربیہ کی اجازت عام انسانی ضرورت کی بنا پر ہی دی تھی۔

تیسرا قسم کی چند مثالیں یہ ہیں :

اگر امین کا انتقال ہو جائے اور اس نے کسی کو یہ نہ بتالیا ہو کہ اسانت کہاں رکھی ہے تو اس صورت میں قیاس ظاہر کی رو سے اس کو قیمت ادا کرنا پڑے گی۔ کیونکہ اسانت کا اس طرح چھپانا کہ اس کا کسی کو علم نہ ہو اس کی حفاظت میں کوتاہی ہے۔ تاہم اگر باپ امین ہو اور اس کے ساتھ یہ صورت پیش آئے تو وہ ضامن نہ ہوگا۔ اس نے کہ باپ کو اپنے بیٹے کے مال میں تصرف اور تجارت کی اجازت ہے۔ یہ ایک استثنائی حکم ہے جو استحساناً جائز ہے۔

اسی طرح اسانت کے ضائع ہونے کی صورت میں امین اس کا ضامن نہیں ہوگا، بشرطیکہ اس کے تلف ہونے میں اس کا کوئی قصور نہ ہو۔ لیکن جو

چیزیں اجرت پر ٹھیک کھرے رنگوں نے سیا، دہلوانے کے لئے بڑی جانتی ہیں وہ اس سکیم پر مسند ہیں۔ اگر یہ چیزیں دوکان دار کے پاس ہائی سیوں کی تو وہ ان کا حلمنہ ہو گا۔ الایہ کہ ایسی کولی بنائیں افتاب آجائز جس امیں وہ عبور ہو، پہاڑ استحسان کا سبب یہ ہے کہ اگر ان چیزوں کے تلف ہونے پر قیمت نہ لے جائے تو کوئی شخص یہی اجرت پر دی جانے والی چیزوں کی حفاظت فہمیں کرے گا۔ اول اس طرح اجرت پر عام کاروبار مشکل ہو جائے گا۔

سند یا وجہ استحسان کے اعتبار سے حنفیہ نے استحسان کو سند رجہ ذیل

قسطوں میں تقسیم کیا ہے:

(۱) نص

(۲) اجماع

(۳) قیاس خلق

(۴) عرف

(۵) مصلحت و ضرورت

نص کی صورت میں استحسان کی مثال میں ہم یعنی سلم و عربہ کو پیش کر جکرے ہیں۔ عربہ کی صورت یہ ہوتی تھی کہ الحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک مسلمان دوسرے غریب مسلمان کو اپنے باع میں چند کھجروں کے درختوں میں سے کھجوریں کھانے کی اجازت دیدیتا تھا۔ اس کی آمد و رفت سے بعض اوقات اس کو تکلیف ہوتی۔ اس لئے درخت پر جو کھجوریں ہوئیں ان کے بدلتے میں اندازاً وہ اس کو حشک کھجوریں دیدیتا۔ حالانکہ حدیث میں اس قسم کے پہلوں کے تبادلہ کی ممانعت ہے لیکن ضرورت کی بنا پر عربہ کی اجازت دیدی تھی۔

روزہ میں بھول کر کھانے پہنچنے ہے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ حالانکہ قیاس اور

حکام قاعده کی رو سے روزہ ثوڑہ جاتا چاہئیں۔ سیہان بھی قویں سے مقایلہ میں نص  
 موجود ہے۔ اس لئے عام حکم سے اس کو مستثنی قرار دھے کر استحسان استجواب  
 گیا) (۱۵)

درست حقیقت ایسے احکام کو نص کی رتبہ پر استجواب سمجھنا محض بجاہاً ہو گا  
 نہ اکہ حقیقت۔ کیونکہ اس قسم کے احکام نص سے ثابت نہیں۔

اب استحسان اجماع کو لیجئے۔ اس کی مثال میں عام طور پر استصنان  
 کو پیش کیا جاتا ہے۔ قیاس (عام فولین) کی رو سے کسی نعمود چز کے  
 بارے میں کوئی لین دین یا معاہدہ کرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن استصنان  
(اجرت پر کوئی چیز بنوانا) اس کی حکم سے مستثنی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے  
 کہ اگر اجرت پر چیزیں بنوانے کی ممانعت کردی جائے، جیسا کہ عام قاعده  
 اس کا مقاضی ہے، تو لوگوں کو روز مرہ کی ضروریات میں تنگ ہو گی جو خلاف  
 صلحت ہے۔ مصلحت کی بنا پر اس کو جائز رکھا گیا ہے، اور اس پر اجماع  
 ہے) (۱۶)۔

قیاس خفی کی مثالیں اوپر گذر چکی ہیں۔

عرف کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص یہ قسم کھائیں کہ وہ گوشت نہیں  
 اکھائیں گا۔ اس کے بعد اگر وہ مجھلی کھائی تو حالت نہیں ہو گا۔ ظاہر قیاس کی  
 رو سے تو اس کی قسم ثبوت گئی اور اس کو کفارہ ادا کرنا چاہئے کیونکہ مجھلی  
 کا گوشت بھی گوشت ہی کی ایک قسم ہے۔ تاہم عرف عام میں مجھلی کے گوشت  
 کو گوشت نہیں کہتے، اس لئے استحساناً اس کو حانت نہیں سمجھا جائے گا۔  
 اسی طرح حمام میں غسل کرنے کے لئے بانی کی مقدار کا کوئی تعین نہیں  
 ہوتا، اور اجرت طے ہو جاتی ہے۔ اس لئے قیاس کی رو سے تو اجرت جائز نہیں

(۱۵) عبید اللہ بن مسعود التوضیح مع التلویح۔ قاهرہ۔ ج ۲، ص ۸۲

(۱۶) اصول السرخسی ج ۲ - ص ۲۰۳

جو نا چاہئے۔ لیکن عرف کی بنا پر اس اجرت کو جائز سمجھا کیا ہے۔ اور یہ استحسان ہی کی اداک صورت ہے۔

مصلحت اور ضرورت کی بنا پر استحسان کی چند مثالیں یہ ہیں۔ عام ضرورت کی بنا پر اپسے حوضوں کو جن کا طول و عرض دہ در دہ ہو جاری پانی کے حکم میں سمجھا کیا ہے۔ اگر ان نہیں نجاست گر جائے تو استحسانًا وہ جاری پانی کے حکم میں ہونے کے سبب نجس نہیں ہوں گے۔

کنوں کی نجاست کی صورت میں یالی کی ایک خاص مقدار تکالٹے سے کنوں پاک ہو جاتا ہے۔ حالانکہ قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ سارا پانی تکلا جائے۔

پیشاب کے باریک تظرے یا بارش کے زمانہ میں سڑک پر چلنے سے کچھ کیچھ کے چھپتے اگر کپڑوں پر پڑ جائیں تو کپڑے نجس نہیں ہوتے۔ اگرچہ قیاس کی رو یہ ہے نجس ہوں گے۔ اس میں چونکہ تنگ ہے اور عموم بلوئی و ضرورت کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو نظر انداز کیا جائے۔

استحسان درحقیقت اس لئے حاجت ہے کہ اس کی بنیاد یا تو کسی اثر پر ہوتی ہے، جیسے بیع سلم، اجارہ، روزہ میں بھول کر کھانا، یا اجماع ہو جیسے استصناع، یا عرف و ضرورت پر جیسے حوضوں کی طہارت کا حکم، یا پھر قیاس خنی ہو۔ (۱۷)

مالکیہ کے تزدیک وجہ استحسان کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں : عرف مصلحت اور بقع حرج

عرف کی مثالیں افیر یاں ہو چکیں ہیں۔

مصلحت کی ایک مثال یہ ہے کہ شرکت کی صورت میں اگر ایک شریک

مال تاف کر دئے تو قیاس کی رو سے وہ ضامن نہیں ہوگا کیونکہ وہ مسعود بھی جزوی طور پر اس کا مالک ہے۔ لیکن استحسان کی رو سے وہ ضامن ہوگا۔ یہ ضمانت اس مصلحت کی بنا پر ہے کہ اس طرح لوگوں کے مال خائن ہونے سے محفوظ ہو جائیں گے۔ ورنہ ہر شریک دوسرے کا مال لے لے گا۔

رفع حرج کی مثالیں ضرورت کے تحت ہم اور ذکر کرچکرے ہیں۔ ایک مثال یہ بھی دی جاتی ہے کہ معاملات میں ملازم کا معمولی غبن استحساناً نظر انداز کر دیا جائے گا۔ اور اس پر کوئی ضمانت نہیں ہوگی۔ لیکن غیر معمولی رقم یا قیمتی شے کی صورت میں وہ ضامن ہوگا۔

حنفیہ اور مالکیہ نے سند استحسان کی مندرجہ بالا صورتیں بتلانی ہیں۔

- آن میں دو صورتوں پر وہ متفق ہیں۔ اول اس استحسان پر جس کا سبب عرف ہو، دوم اس پر جس کی وجہ مصلحت ہو۔ مصلحت میں حنفیہ کی اصطلاح میں ضرورت اور مالکیہ کی اصطلاح میں رفع حرج دونوں داخل ہیں۔

اس جائزہ کے بعد اب ہم استحسان کو اس طرح بیان کر سکتے ہیں:

استحسان کسی ایسے حکم سے انgrav کا نام ہے جس کے قیاس ظاهر، یا عام قواعد، یا کلی احکام مقتاضی ہوں، لیکن یہ انgrav عرف، مصلحت، ضرورت حصول منفعت، دفع مضرت یا رفع حرج کے سبب ہو۔ استحسان کی یہ تعریف تقریباً متفق علیہ ہے۔

اب یا قی رہیں وہ دو صورتیں جو حنفیہ کے پہاں تو استحسان کمہلاتی ہیں، لیکن مالکیہ ان کو استحسان نہیں سمجھتے۔ یہ دو صورتیں قیاسِ اختی اور نص ہیں۔ ان دونوں کے باوسے میں ہم ہمہ اشارہ کہ پکے ہیں کہ ان کو مجازاً استحسان کہا جاتا ہے، ورنہ درحقیقت ان کی بنیاد قیاس اور نص پر ہم ہیں۔

قياس خفی کی صورت میں ایک قیاس کو دوسرے پر ترجیح دی جاتی ہے۔ اور نص کی صورت میں حکم ابتدائی نص پر مبنی ہوتا ہے۔

خفی افہم کے تزدیک جو حکم استحسان پر مبنی ہو، اور اس کا سبب قیاس خفی ہو، اس سے حکم ہوا امن کے مشابہ دوسرے واقعات کو بھی قیاس کیا جاتا ہے۔ لیکن جس استحسان کا سبب نص، اجماع، عرف یا ضرورت ہو اس پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ یہ ایک استثنائی قانون ہونے کی بنا پر ہے جس کو عام کرنا درست نہیں ہے (۱۸)

قياس بھی کی صورت میں استحسان پر جو قیاس جائز ہے اس کی ایک مثال یہ ہے کہ اگر مال پر قبضہ کرنے سے باعث اور مشتری کے دریان قیمت کی مقدار کے بارے میں اختلاف ہو جائے تو ان سے قسم لی جائے گی۔ یہ قیاس خفی کی صورت میں ہے۔ امن اطلاق باعث و مشتری کے وارثوں پر بھی ہو سکتا ہے، اگر باعث و مشتری کے انتقال کے بعد ان کے وارثوں کے دریان قیمت میں اختلاف ہو جائے تو ان سے بھی قسم لی جائے گی۔ اجارة کو بھی اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً کرایہ پر لینے اور دینے والے کے دریان کرایہ کی سفارم میں اختلاف ہو جائے تو ان سے بھی قسم لی جائے گی۔

باقی تین صورتوں میں قیاس درست نہیں ہے۔ لیکن یہ نظریہ اس لئے محل نظر سعلم ہوتا ہے کہ قیاس علت کے اشتراک کے ساتھ وابستہ ہے۔ اگر علت مشترک ہے تو پھر قیاس درست ہونا چاہیئے، خواہ حکم استثنائی ہو یا ابتدائی (۱۹)

قياس بھی کی صورت میں استحسان میں متأخرین قلماء کے دلیل (علت) کے اثر بھی قوت و ضعف کا اعتبار کیا ہے، ظہور و حقاء کا لئہیں۔ قیاس جلی

(۱۸) اصول السرخسی ج ۲ ص ۲۰۶ - ۲۰۷

(۱۹) عبد الوہاب مخالل، مصادر التشريع الاسلامی، فيما لا نص فيه، کویت ۱۹۹۰ء ص ۲۶

و خنی میں تعارض کی صورت میں قیاس و خنی کی ترجیح اسی صورت میں ہو گی جہاں دلیل خنی پولیل ظاہر کے مقابلہ میں زیادہ قوی اور سوڑ ہو گے ورنہ پھر قیاس جلی کو ہی اختبار کیا جائے گا۔ جب استحسان و قیاس کا مقابلہ دلیل کی قوت کے اعتبار سے ہو تو اس کی چار قسمیں بتی ہیں۔ اسکے طرح جب ان میں تعارض دلیل کی صحت کے لحاظ سے ہو تو اس کی بھی چار قسمیں بتی ہیں۔ دونوں کو ضرب دینے سے اس کی سولہ قسمیں بتی ہیں۔ ان میں بعض صورتوں میں قیاس کو ترجیح دی جائے گی، بعض میں استحسان کو۔ یہ بحث چونکہ خالص فن ہے اس لئے ہم نے یہاں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اصول فقہ کی کتابوں میں اس پر تفصیلی بحث دیکھی جاسکتی ہے (۲۰)۔

جیخت استحسان کے بارے میں تین نقطہ ہائے نظر پائے جاتے ہیں۔ حنفیہ، سالکیہ اور حنبلیہ کے نزدیک استحسان ایک دلیل شرعی ہے۔ قیاس کی طرح امن سے بھی استنباط احکام میں مدد لی جاسکتی ہے۔ شوافع کے نزدیک استحسان دلیل شرعی نہیں ہے۔ ان کا خیال ہے کہ استحسان شخصی رائے اور ہوائے نفس پر مبنی ہے۔ اور ترجیح بلا دلیل کے دی جاتی ہے۔ اجتہاد کا یہ طریقہ ان کے نزدیک لذت الدوزی کے مترادف ہے، کیونکہ استحسان دلیل شرعی کے مقابلہ میں مستعمل ہے۔ تیسرے گروہ کا خیال ہے کہ استحسان دلیل شرعی تو غرور ہے، لیکن مستقل دلیل نہیں ہے۔ حققت میں یہ دوسری تسلیم شدہ دلیلوں پر مبنی ہے۔ کیونکہ اگر استحسان کا تجربہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ قیاس اہی ہے، یا انہر امن کی بنیاد نص، هرف، اجماع یا مصلحت پر ہوتی ہے۔ اس گروہ کی نمائندگی امام شوکانی تکریتی ہیں۔ استحسان پر بحث ختم کریتے ہوئے وہ رقمطراز ہیں:

فَعِرْفَتْ بِمَجْمُوعِ مَا ذُكِرَ لَا إِنْ هُمْ بِالْمُسْلِمِينَ سَابِقُ عَيْنٍ أَجْوَيْلَانَ كَيْلَانَ أَشْرَقَ

(۲۰) عبد اللہ بن مسعود التوضیح مع التلویح ج ۲ ص ۸۱ - ۸۲  
نیز ملاحظہ ہو مولانا محمد تقی امین سقہ اسلامی کا تاریخی مشترک لامور تاریخ مبلغات درج کیا ہے (۱۷) ص ۲۰۰ - ۲۰۷

ذکر الاستحسان نی بحث مستقل مجموعی طور پر تم نے یہ سمجھ لیا ہوگا لاثانہ فہمہ اسلام، لانہ ان کان رامعا کہ مستقل بحث کو طور پر استحسان کے ال ادلة المتقدمة فهو تکرار۔ و ان ذکر کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ کان خارجا عنہا ذیس من الشرع فی استحسان اگر انجام کار انہی دلائل کی شش۔ بل ہون القول علی هذه طرف لوتنا ہے جن کا ذکر ہمیں گذر چکا الشریعة بمالم یکن فيها ثارة و بنا تو اس کا ذکر محض تکرار ہوگا۔ اگر ان پیشادها احری (۲۱) دلائل سے خارج یہ کوئی علیحدہ اصول ہے تو پھر شریعت سے اس کا کوئی تعلق نہیں، بلکہ یہ ایسا اصول ہے جو شریعت میں کبھی نہیں رہا بلکہ اس کے خلاف ہے اور اس کی حیثیت شرع میں سخن سازی کی ہے۔

حیثیت الاستحسان کے بارے میں علماء اصول خصوصاً حنفیہ نے بہت تفصیل سے بحث کی ہے۔ اس مقالہ کے شروع میں ہم نے اختصار کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے۔ اس پر ہم مزید لکھنگو نہیں کریں گے۔

اسام شافعی نے استحسان کے رو میں تفصیل سے دلائل دئی ہیں۔ ہم نے اپنے ایک مقالے میں ان کا جائزہ لیا ہے (۲۲)۔ ان کے دلائل کا خلاصہ یہ ہے۔ اول یہ کہ ایک سیمان کیوں ہر حال میں خدا اور جس کے رسول کی اٹھت کرنا چاہتے۔ یہ ہماری احکام کی جو نصوص پر سببی ہوں۔ رہا استحسان تو اس میں جنت کے اپنے ذوق، انفرادی رائی، اور میلان طبع کو زیادہ دخل ہے۔ اونی ذاتی صفت اور جواہش سے مجبود جس حکم کو چاہتا ہے اختیار کر لیتا ہے۔

(۲۱) الشوکانی۔ ارشاد الفحوں سوداباہی ۱۳۵، ۵۰۔ ص ۲۱۲

(۲۲) اصول فقة اور امام شافعی تکر و نظر جو لائی ۱۹۶۲ء ص ۵۵-۰۰

لیکن اس کے پاس کوئی نہ موس دلیل نہیں۔ کوئی مسٹر لمحے جو استحکم تلذذ اور تذوق ہو سببی ہو وہ شرعی نہیں۔ ہو سکتا۔

دوم یہ کہ جن سائل کے بارے میں قرآن و سنت میں واضح نصوص موجود ہیں ان میں نصوص کی پیروی لازم ہے۔ یا ان پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔ نصوص و قیاس کے سوا کوئی تیسرا طریقہ قابل اتباع نہیں ہو سکتا۔ استحسان میں در حقیقت ایک مجتہد شخصی رائے کو دلیل شرعی ہو مقدم سمجھتا ہے۔ ایسا اصول کبھی دلیل شرعی نہیں بن سکتا۔

علماء اصول نے امام شافعی کے اعتراضات کا جواب بہت تفصیل سے دیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ استحسان کو ہوائی نفس، تلذذ، تذوق، شخصی رائے، نصوص کی مخالفت، یا نصوص ہر رائے کو مقدم کہنا حفظ غلط فہمی ہو سببی ہے۔ پہلی دوسری صدی ہجری میں استحسان کا استعمال اور متاخر دور میں اس کے بارے میں تفصیلی مباحثت امن پات کا یہ ثبوت ہیں کہ استحسان کا ہوائی نفس سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ تعارض ادله کی صورت میں قوی دلیل کو ترجیح دینے کا نام استحسان ہے۔ متاخر دور میں بھی تقلید کے سبب شوافع کی طرف سے استحسان کا برابر انکار کیا جاتا رہا۔ اور اس کی حقیقت کی طرف قطعاً التفات نہیں کیا گیا۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو امام شافعی کی تصالیف میں متعدد سائل میں یہ اصول کارفراہ لنظر آیا ہے۔ اگرچہ اصطلاح میں وہ اس کو استحسان نہیں۔ کہتے (۲۳)۔ تاہم بعض حقیقت پسند قسم ہائے شافعیہ نے اس کی تائید کی ہے۔

علامہ فقیہ زالی (متوفی ۹۶۴ھ) لکھتے ہیں:

”اصول استحسان کے حامیوں نے اس کی شدت سے مدافعت کی ہے۔ اور مخالفین نے ان پر کثرت سے اعتراضات کئے ہیں۔ لیکن حقیقت

(۲۳) اصول فقہ اور امام شافعی فکر و نظر، جولائی ۱۹۶۲ء من ۱۰۰ صفحہ ۱۰۵۔

عہدینِ دولت نے ایک دوستی کا مقصد نیوپر پیشہ س اور لاپرواٹی رکھنے  
ایک فریق نے دوسرے پر لعن طعن تھا کہ ان شروع کردہ یاد استحسانہ کے  
قابلین درحقیقت اس کو ادله اربعہ میں سے ایک دلیل بتاتے ہیں۔ جو لوگ  
یہ کہتے ہیں کہ جس نے استحسان سے کام لیا اس نے اپنی طرف سے  
قانون سازی کی تو اس ہے ان کی مراد یہ ہے کہ جب کسی مسئلہ میں شارع  
کی طرف سے کوئی دلیل موجود نہیں ہوتی اور اس میں ایک اجتنبید اپنے نزدیک  
ایک دلیل کی اچھا سمجھ کر (استحساناً) حکم ثابت کرتا ہے تو گواہ وہ ایک  
لحاظ سے اپنی طرف سے قانون سازی کر رہا ہے (جس کا وہ مجاز نہیں ہے)۔  
سچ یہ ہے کہ استحسان کے بارے میں نزع کی کوئی گنجائش موجود  
نہیں۔ اگر نزع حق ایک اصطلاحی نام رکھنے کے سبب ہے تو  
اصطلاح کے بارے میں جو گلے کا کوئی جواز نہیں (۲۹)۔  
غالباً استحسان کا جواب دیتے ہوئے امام شاطبی مالکی (متوفی ۴۰۹ھ)  
لکھتے ہیں :

ذان من استحسن لم يرجع الى جو شخص استغان سے کام لیتا ہے وہ مجرد ذوق و تکھیہ و اتنا رجع الى حرف انہی ذوق اور خواہش کی طرف ہی ما علم من قصد الشارع فی العملة رجوع نہیں اکرنا، بلکہ اس واقعہ کے فی امثال تلك الاشياء المفروضة ستابہ پیش آئے والآن واقعات بین وہ کالمسائل التي يتضمن القياس فيها شارع کے مقصود کی طرف بھی فی الجملة امرا الا ان ذلك الامر يؤدي الى رجوع كرتا ہے جس کو وہ سمجھتا ہے فوت مصنعة من جهة آخری او بحسب شرعا بعض انفس مصلح سہیں المعن میں مفید (كتاب ۲۰۷) تسلیم نہیں کسی خاص محاکم کا سبقاً ہوتا

(٢٢) العقادى - شرح التلويع على التوضيح قاهره ١٩٥٤ ج ٢ ص ٨١

(٢٥) الشاطئ - العلاقات - تونس - ٢٠١٩ (ع) - مطبوعة منشورات مركز الدراسات والبحوث في الشاطئ.

ہے، لیکن (اس کے اطلاع کی صورت میں)

فوت ہونے یا نقصان و بکار کا باعث بنتا

سیاست و ادب

حوادث اور احکام کے استقراء سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قیاس، کلی قواعد، اور عام قوانین ہر اگر سختی سے عمل کیا جائے تو بعض سوالیں یا حالات میں اس حکم یا قانون کے اطلاق سے جو مصلحت مقصود ہوتی ہے وہ ہوتی ہو جاتی ہے۔ اور بجائے سفعت کے فساد اور ضرر لازم آتے ہیں۔ اس طبق عقل طور پر بھی عدل و رحمت کا تفاضل یہ ہے کہ مجتبہ کے لئے اصول تشريع میں اتنی گنجائش موجود ہو کہ بعض خاص سوالیں، نیا بیٹھتے ہوئے حلات و ظروف میں عام قوانین اور قیاس سے ہٹ کر مصلحت و سفعت کو حاصل کریں اور فساد و مضار سے بچنے کے لئے وہ کوئی دوسرا طریقہ اختیار کو سکھے۔ اسی کا نام اصول استحسان ہے۔ دونوں حاضر میں بھی اس اصول کے فریضہ اسی بہت سے ایسے سوالیں حل کر سکتے ہیں جن کا جواب میں اپنے قدم قسمی ادب میں نہیں ملتا۔

لهم إني أنت عبدي فلما تأذن لي بعذر لذنبي

is the first to be built with such a long bridge at 2 miles.

لهم إنا نسألك ملائكة سلامك فرجعوا إلى سالمة في سلامه



وَمُؤْمِنٍ بِرَبِّهِ وَلِمَنْ يَرَى فَلَمْ يَرَهُ لَكُمْ نِعَمَ اللَّهُ عَزَّ ذَلِكَ عَلَيْهِ مُكَفَّرٌ

وَالْمُؤْمِنُونَ هُمُ الْأَوَّلُونَ مَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ أَنْوَاعَ الْأَعْمَالِ فَلَا يُنْهَى

لے، ایک دوسری سے ایک سیکھی جو کہ اسی سیکھی سے تباہ رکھے گئے تھے۔

لیکه ریختا چیزی که لبیم ریخته - شد میخواستیم بسیار بخوبی . بیان کنید .